www.KitaboSunnat.com
بسم اللہ الرحمن الرحیم
عقیدہ کی خرابیاں
اور اُن سے بچنے کے طریقے
تالیف
سماحتہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ
(مفتی اعظم سعودی عرب)
اردو ترجمہ
اسرار الحق عبیداللہ
نظر ثانی
محمد اسماعیل عبدالحکیم
چند منٹ اپنے آپ کو دیں
خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمَنِ الرَّحِيۡم

الحمد لله رب العالمين ، والعاقبة للمتقين ، والصلاة والسلام الأتمان الأكملان على عبده و رسوله وخليله ، و أمينه على وحيه نبينا و إمامنا و سيدنا محمد بن عبد الله ، و على آله و أصحابه ، ومن سلك سبيله ، و اهتدى بهداه إلى يوم الدين .أما بعد:

ساری تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، اور بہترین انجام متقیوں کا ہے اور مکمل ترین پورے طور پر درود و سلام ہو اس کے بندے، اس کے رسول، اس کے خلیل اور امین وحی ہمارے نبی، ہمارے امام، ہمارے سردار محمد بن عبد اللہ پر اور آپ کی آل پر آپ کے اصحاب پر، اور اس پر جس نے قیامت تک آپ کا راستہ اختیار کیا، آپ کی ہدایت سے راہ یاب ہوا۔

یقیناً عقیدے کی سلامتی ایک اہم چیز اور زبردست فریضہ ہے، دوسرے فرائض کا درجہ اس کے بعد ہے، اس لئے تقریر کا عنوان رکھا گیا ہے۔

" القوادح في العقيدة ووسائل السلامة منها". عقیدے کی خرابیاں اور ان سے بچاؤ کے طریقے۔

عقیدہ وہ ہے جسے انسان از روئے دین واعتقاد، صلاح وفساد، اچھائی اور برائی کے اختیار کرتا ہے۔

مقصد صحیح عقیدہ اور اس سلسلے میں جو چیزیں بندے پر واجب ہوتی ہیں اسے بیان کرنا ہے اس لئے کہ اس دنیا میں عقیدے بہت ہیں، مگر سوائے اس عقیدے کے جسے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے سب فاسد ہیں، اور یہی وہ اسلامی عقیدہ ہے جو معصیت و بدعت اور شرک کی آمیزش سے پاک وصاف اور خالص ہے، اور یہی وہ عقیدہ ہے جس کا بیان اللہ کی کتاب میں ہوا ہے اور جس پر اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت دلالت کرتی ہے اور یہی اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ ﴾ (سورۃ آل عمران: ١٩)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب دین اسلام ہی ہے۔''

اور ارشاد فرمایا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (سورۃ المائدہ: ٣)

''آج ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر پوری کر دی اور اسلام تمہارے لئے از روئے دین پسند کر لیا۔''

تو اسلام اللہ کا وہ دین ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی سے بھی اور دین مقبول نہیں ہوگا، اللہ کا فرمان ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَا مِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (سورۃ آل عمران: ٨٥)

''جو کوئی بھی مذہب اسلام کے علاوہ اور دین تلاش کرے گا تو اس سے وہ ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

اور یہی تمام انبیاء کرام کا دین ہے یہی آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کے انبیاء کرام نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، سلیمان، اسحاق، یعقوب، یوسف اور ان کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔

اور یہی ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا دین ہے جنہیں اللہ نے تمام انسانوں کے لئے مبعوث کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''انبیاء کرام باپ شریک بھائی ہیں جن کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہی ہے۔''

اور ایک روایت میں: ''باپ شریک بیٹے ہیں'' کا لفظ ہے۔ (بخاری: ٣٤٤٣-٣٤٤٢، مسلم: ٦١٣٢)

مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام کا دین ایک ہے اور وہ اللہ کی توحید اور اس بات پر ایمان کہ

وہی سارے جہان کا پالنہار ہے اور وہی تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا، جاننے والا ہے اور آخرت، بعث ونشور، جنت وجہنم، میزان اوران کے علاوہ تمام اخروی امور پر ایمان رکھنا۔
لیکن شریعتیں تو یہ مختلف ہیں اور یہی معنی علاتی اولاد کا ہے، یعنی سوکنوں کے بیٹے اور یہ کہہ کر شریعتیں مراد لی ہیں جیسے کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ﴾ (سورة المائدة:٤٨)

''تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور راہ مقرر کردی ہے۔''

''اخوۃ الأب'' جن کے باپ ایک ہوں اور مائیں مختلف ہوں اسی طرح انبیاء کرام ہیں جن کا دین ایک ہے اور وہ اللہ کی توحید اور تمام عبادات کو اسی کے لئے خالص کرنا۔

اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مفہوم یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرنا اور اللہ، اللہ کے فرشتوں اس کی کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھنا ہے۔

اوران چیزوں پر ایمان رکھنا جو ان سے نکلتی ہیں جیسے بعث ونشور، جنت وجہنم، میزان، حساب وکتاب اور پل صراط وغیرہ۔

ایسے ہی انبیاء کرام ہیں کہ ان کا دین ایک ہے، سب کے سب ایک ہی دین لے کر آئے لیکن شریعتیں مختلف ہیں جیسے سوکنوں کی اولاد، تورات کی شریعت انجیل اور توریت سے پہلے کی شریعتوں سے مختلف ہے اور ہمارے نبی جناب محمد ﷺ کی شریعت توریت وانجیل دونوں کی شریعت سے مختلف ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت پر آسانی کر دی، اور بہت سارے احکام میں تخفیف کر دی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴾

(سورة الأعراف:١٥٧)

''اوران لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔''

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ''. (مسند احمد: ٢٢٦٩١، ٢٤٨٥٥)

"مجھے آسان دین حنیف کے ساتھ بھیجا گیا۔"

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی آسان شریعت کے ساتھ بھیجا جس میں نہ تو کوئی بوجھ ہے اور نہ کوئی قید اور نہ ہی اس میں کوئی تنگی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾(سورة الحج : ٧٨)

"اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔"

ہمارے نبی ﷺ کی شریعت سے پہلے گزشتہ شریعتوں کے پیروکار پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم نہیں کرتے تھے بلکہ نمازیں مؤخر کر دیتے اور پانی ملنے پر وضو کر کے، جمع کر کے پڑھتے ،اور اس محمدی شریعت میں تیمّم جائز ہے تو جو آدمی پانی نہ پائے ، یا اس کے استعمال سے عاجز ہو تو پاک مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔ اس طرح اس میں بہت ساری سہولتیں اور آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

اور ہر نبی خاص اپنی قوم کے ہی پاس بھیجا جاتا تھا لیکن نبی کریم جناب محمد ﷺ تمام انس و جن اور عرب وعجم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے اور اللہ نے آپ کو خاتم النبیین بنایا۔

ہم سے پہلے کے لوگ نماز صرف اپنی عبادت گاہوں، مسجدوں اور نماز کی جگہوں میں ہی پڑھ سکتے تھے لیکن اس محمدی شریعت میں آپ جہاں کہیں بھی ہوں نماز پڑھ سکتے ہیں اللہ کی جس زمین میں خواہ وہ صحرا و بیابان ہو نماز کا وقت ہو نماز پڑھ لیں۔

جیسے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا:

"جُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِداً وَ طُهُوراً"

(بخاری : ٣٣٥،مسلم:١١٦٧، ابو داؤد:٤٨٩)

"زمین ہمارے لئے مسجد اور پاکیزگی کا ذریعہ بنا دی گئی ہے۔"

تو وہ اسلامی شریعت جسے ہمارے نبی محمد ﷺ لے کر آئے ایک آسان اور کشادہ شریعت ہے، جس میں کوئی تنگی اور قید نہیں ہے۔

جیسے مریض کو روزہ رکھنا لازم نہیں ہے بلکہ اس کے لئے درست ہے کہ وہ افطار کرے اور

روزوں کی قضاء کرلے، اور مسافر نماز قصر کے ساتھ پڑھے اور ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھ کر بعد میں قضاء کرلے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ﴾

(سورة البقرة : ١٨٥)

''اور جو آدمی بیمار ہو یا مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں تعداد پوری کرلے۔''

اور نمازی اگر کھڑے ہوتے قدرت نہیں رکھتا ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر بیٹھ بھی نہیں سکتا تو پہلو پر نماز پڑھے اور پہلو پر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو چت لیٹ کر نماز ادا کرے۔

جیسا کہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ سے صحیح طریق سے ثابت ہے،

اور جب انسان کوئی ایسی حلال چیز نہ پائے جس سے وہ اپنی زندگی کی آخری سانس روک سکے تو اس کے لئے مردار اور اس جیسی دوسری چیزیں کھا کر اپنی زندگی بچانا جائز ہے تا کہ وہ مر نہ جائے۔

تو معلوم ہوا کہ اسلامی عقیدہ اللہ کی توحید اور اس کے تئیں اخلاص ہی ہے، اور اللہ اور اس کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں اور یوم آخرت یعنی دوبارہ زندہ کئے جانے اور اٹھائے جانے پر ایمان ہو، جنت وجہنم اور ان کے علاوہ اخروی امور پر ایمان ہو اور اچھی بری تقدیر نیز اس بات ایمان ہو کہ اللہ نے تمام چیزوں کو مقدر کر رکھا ہے جس پر وہ اپنے علم کے ساتھ محیط ہے اور اپنے پاس لکھ رکھا ہے۔

اور اسلام کے دیگر ارکان نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، روزے رکھنا اور حج کرنا ہے۔ اور اس کے واجبات وفرائض اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، اچھی باتوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، صلہ رحمی کرنا، سچی بات کرنا اور امانت کی ادائیگی کرنا وغیرہ۔

تو اسلام اللہ تعالیٰ کی توحید اور اخلاص کے ساتھ اس کا تابع وفرمانبردار ہو جانے اور اللہ، اس کے رسول کی اطاعت وتابعداری پر جم جانے کا نام ہے۔

اور اسلام کا نام اسلام اسی لئے ہے کہ مسلمان اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کر دیتا ہے، اسی کو ایک مانتا ہے، غیروں کو چھوڑ کر تنہا اسی کی عبادت کرتا ہے، اور اسی کے احکام کی فرمانبرداری کرتا ہے، اور نافرمانی سے باز رہتا ہے اور اس کے حدود سے آگے نہیں بڑھتا ہے یہی اسلام ہے۔

اور اس کے پانچ ارکان ہیں اور وہ یہ ہیں:

اس بات کی گواہی دینا کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور جسے طاقت ہو بیت اللہ کا حج کرنا۔

اور دونوں شہادتوں کا مفہوم یہ ہے کہ خالص اللہ کی عبادت کی جائے اور یہ ایمان ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ دونوں شہادت دین کی جڑ اور ملت اسلام کی بنیاد ہیں، تو حقیقی معبود صرف تنہا اللہ کی ذات ہے اور یہی لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مفہوم ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ ﴾

(سورة الحج : ٦٢)

”یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے علاوہ جسے یہ لوگ پکارتے ہیں باطل ہیں۔“

اور محمد رسول اللہ کی شہادت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ علم ویقین کے ساتھ گواہی دیں کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی، مکی، پھر مدنی اللہ کے رسول برحق ہیں، وہ اللہ کے بندوں میں سب سے برتر ہیں اور آپ کے رشتے اور خاندان والے مطلقاً عربوں میں سب سے افضل ہیں، تو آپ ﷺ اچھوں میں سب سے اچھے ہیں، آپ اشرف المخلوقات اور آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب کے سردار ہیں۔

لہٰذا آپ پر یہ ایمان رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسان و جنات، مرد و عورت، عرب وعجم، مالدار وفقیر، شہر ودیہات والے سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔

آپ سب کے لئے اللہ کے رسول ہیں، جو آپ کی پیروی کرے گا وہ جنت کا مستحق ہوگا اور جو آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس کے لئے جہنم ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"كُلُّ اُمَّتِي يَدْ خُلُوْنَ الْجَنَّةَ إلاَمَنْ أَبَى قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ يَأْ بَى ؟

قَالَ : مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ عَصَانِي فَقَدْ اَبَى" (بخاری: ۷۲۸۰)

"میرے تمام امتی جنت میں جائیں گے سوائے اس کے جو انکار کردے، آپ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول کون انکار کرے گا؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔" (اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔)

یہی وہ عظیم اسلامی عقیدہ ہے جس کا مضمون ہے اللہ کی توحید اور تمام اعمال اسی کے لئے خلوص کے ساتھ کرنا، اور اس کے رسول جناب محمد ﷺ کے برحق رسول ہونے پر ایمان رکھنا، نماز، زکوٰۃ، روزہ، اور حج کے واجب ہونے پر ایمان رکھنے کے ساتھ تمام انبیاء کرام و رسولوں پر ایمان رکھنا اور اللہ اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھنا اور ان تمام چیزوں پر یقین رکھنا جسے اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی ہے۔

اسی اسلامی عقیدے میں بعض لوگوں کی طرف سے کچھ ایسی خرابیاں اور غلطیاں واقع ہوئیں جو اسے ختم کردیتی ہیں جسے اس محاضرہ میں بیان کردینا ضروری سمجھتے ہیں۔

اور خرابیاں دو قسم کی ہیں۔

ایک قسم تو ایسی ہے جو اس عقیدے کو برباد اور ختم کردیتی ہے جس کا مرتکب۔ نعوذ باللہ۔ کافر ہوجاتا ہے۔

اور دوسری قسم وہ ہے جو اس عقیدے میں کمی اور کمزوری پیدا کردیتی ہے۔

تو پہلی قسم کا نام ناقض عقیدہ ہے اور وہ وہی ہے جو عقیدے کو باطل و برباد کردیتی ہے، جس کا مرتکب انسان کافر اور اسلام سے مرتد ہوجاتا ہے اس کا نام ناقض ہے اور مفسد بھی۔

پہلی قسم: کافر بنا دینے والی خرابیاں

نواقض اسلام وہی ہیں جو مرتد ہو جانے کا سبب ہوں اسی کا نام نواقض ہے۔

اور ناقض قول وفعل بھی ہوسکتا ہے اور اعتقاد وشک بھی۔

انسان کبھی کسی بات کے کہنے یا کسی کام کے کرنے، یا کسی چیز کا اعتقاد رکھنے، یا کسی چیز میں شک ہو جانے سے مرتد ہو جاتا ہے، ان تمام چاروں چیزوں سے وہ ناقض پیدا ہوتا ہے جو عقیدے میں گڑبڑی پیدا کرتا ہے، اور اسے باطل کر دیتا ہے، اور جسے علماء کرام نے اپنی کتابوں میں۔ باب حکم المرتد۔ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ علماء کے مذاہب میں سے ہر مذہب اور فقہا میں سے جس نے کتابیں لکھیں اکثر وبیشتر حدود کے بیان کے وقت مرتد کے احکام ذکر کرتے ہیں، اور مرتد وہی ہے جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے، یعنی وہ اللہ کے دین سے پھر گیا اس سے منہ پھیر لیا، جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ“ (بخاری:۳۰۱۷،ترمذی:۱۴۵۸، ابن ماجہ:۲۵۳۵)

”جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر دو۔“

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے۔

صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا پھر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا جب وہ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا تشریف رکھئے اور گاؤ تکیہ ان کے لئے لگا دیا، تو دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی بندھا ہوا ہے، انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ یہودی تھا اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گیا ہے اور دوبارہ یہودی ہو گیا، انہوں نے کہا جب تک یہ قتل نہیں کیا جاتا میں بیٹھوں گا نہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا تشریف رکھئے ایسا ہی ہوگا تو انہوں نے تین بار اپنا قول دہرایا تو انہوں نے قتل کا حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ (بخاری: ۶۹۲۳)

اس سے یہ پتہ چلا کہ اسلام سے مرتد ہونے والا جب توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے گا، اور توبہ کرائے جانے کی صورت میں اگر توبہ کر لیتا ہے اور اسلام قبول کر لیتا ہے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اور اگر اسلام کی طرف لوٹ کر نہیں آتا اور اپنے کفر وضلالت پر جما رہتا ہے تو قتل کر دیا جائے گا اور جلد اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہٗ“ (بخاری:۳۰۱۷،ترمذی:۱۴۵۸، ابن ماجہ:۲۵۳۵)

”جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر دو۔“

ا۔ قول کے سبب مرتد ہونا (ارتداد قولی)

نواقض اسلام بہت ہیں انہیں میں سے ایک ارتداد قولی ہے جیسے اللہ کو گالی دینا یہ دین اسلام کے منافی بات ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو گالی دینا یعنی لعنت وملامت کرنا، اللہ اور اس کے رسول کو گالی دینا یا عیب لگانا جیسے کسی انسان کا کہنا کہ اللہ ظالم ہے، اللہ بخیل ہے اللہ فقیر ومحتاج ہے، اللہ کو بعض معاملات کا علم نہیں ہے یا بعض کاموں پر قدرت نہیں رکھتا ہے تو یہ سب باتیں اسلام سے مرتد کرنے والی ہیں۔

جس کسی نے اللہ میں کوئی نقص نکالا، عیب دار ٹھہرایا یا گالی گلوچ دی تو وہ کافر اور اسلام سے مرتد ہے۔ نعوذ باللہ۔ یہ ارتداد قولی ہے۔

جب کوئی انسان اللہ کو گالی دے یا اس کا مذاق اڑائے یا اس میں نقص نکالے یا اسے کسی ایسی چیز سے متصف کرے جو اس کے شایان شان نہیں ہے جیسے یہودیوں کا کہنا کہ اللہ بخیل ہے، اللہ فقیر ہے اور ہم سب مالدار ہیں۔

اور ایسے ہی کوئی کہے کہ اللہ بعض چیزیں نہیں جانتا ہے یا کچھ کاموں پر قدرت نہیں رکھتا ہے یا اللہ کی صفات کا انکار کرے، اس پر ایمان نہ لائے تو ایسا انسان اپنی بری باتوں کی وجہ سے مرتد ہو جائے گا۔

یا جیسے کہے کہ اللہ نے ہمارے اوپر نماز نہیں فرض کی ہے تو یہ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے، جس نے کہا کہ اللہ نے نماز واجب نہیں کی ہے تو وہ تمام مسلمانوں کے اجماع کے ساتھ اسلام سے مرتد و خارج ہو جائے گا۔

ہاں اگر وہ جاہل و نادان ہے، مسلم معاشرے سے دور ہے، نہیں جانتا ہے، تو اسے بتلایا جائے گا اس کے باوجود اگر وہ اصرار کرتا ہے تو کافر ہو جائے گا۔

لیکن جب وہ مسلمانوں کے درمیان رہتا ہو اور دینی امور سے واقف ہو ایسی صورت میں اگر کہے کہ نماز واجب نہیں ہے، تو یہ ارتداد ہے توبہ کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔

یا کہے کہ زکوٰۃ لوگوں پر واجب نہیں ہے، یا کہے ماہ رمضان کے روزے واجب نہیں ہیں، یا حج استطاعت کے باوجود واجب نہیں ہے۔

جس کسی نے بھی اس طرح کی باتیں کیں وہ اجماعاً کافر ہو جائے گا اسے توبہ کرائی جائے گی اگر کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ نعوذ باللہ۔

۲۔ ارتداد فعلی

فعلی ارتداد جیسے نماز چھوڑنا، کسی مسلمان کا نماز نہ پڑھنا، اگر چہ وہ کہتا ہو کہ نماز واجب ہے لیکن پڑھتا نہیں تو یہ علمائے کرام کے صحیح قول کے اعتبار سے ارتداد ہے۔

اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمُ الصَّلاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ"

(نسائی: ٤٦٣، ترمذی: ٢٦٢١، ابوداؤد: ١٠٧٩)

"وہ عہد و پیمان جو ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے نماز ہے جس نے اسے چھوڑ دیا تو وہ کافر ہو گیا۔"

اسے امام احمد، ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور آپ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ:

”بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الْكُفْرِ و الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ“

(مسلم: ٢٤٧-٢٤٦، ترمذی: ٢٦١٩، ابن ماجة: ١٠٧٨)

”آدمی اور کفر و شرک کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔“

اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور جلیل القدر تابعی حضرت شفیق بن عبداللہ العقیلی کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوائے نماز کے کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ (ترمذی: ٢٦٢٢)

اور یہ ارتداد فعلی ہے، یعنی نماز جان بوجھ کر ترک کرنا۔

اور اسی میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کوئی قرآن کو حقیر سمجھتا ہے، اور اسے حقیر و ذلیل سمجھتے ہوئے اس پر بیٹھ جائے، یا جان بوجھ کر اسے گندگی سے لت پت کرے، یا اسے اپنے قدم سے حقیر جانتے ہوئے روندے، تو ایسا انسان اس کی وجہ سے اسلام سے مرتد ہو جائے گا۔

اور ارتداد فعلی میں سے صاحب قبر سے تقرب حاصل کرنے کی غرض سے قبروں کا طواف کرنا، ان کے لئے یا جنوں کے لئے نماز پڑھنا، یہ ارتداد فعلی ہے۔

رہا ان کو پکارنا، ان سے مدد طلب کرنا، ان کے لئے نذر ماننا، تو یہ ارتداد قولی ہے۔ لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کی غرض سے قبروں کا طواف کرے تو اس کا یہ فعل بدعت شمار ہوگا جس سے دین میں خرابی پیدا ہوگی، یہ ارتداد نہیں ہوگا بلکہ یہ دین کے اندر خرابی پیدا کرنے والی بدعت ہوگی۔ جب کہ صاحب قبر سے تقرب حاصل کرنے کی غرض سے طواف نہ کیا ہو بلکہ اللہ سے تقرب حاصل کرنے کی غرض سے نادانی میں قبروں کا طواف کیا ہو۔

غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا، ذبیحوں سے غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنا کفر فعلی ہے۔

جیسے اونٹ، بکرے، مرغے یا گائے قبر والوں یا جنوں یا ستاروں سے تقرب حاصل کرنے کی غرض سے بطور عبادت ذبح کرے، تو یہ سارے ذبیحے غیر اللہ کے لئے ہوں گے، مردار کے حکم میں ہوں گے اور یہ فعل کفر اکبر میں شمار ہوگا۔ ہم اللہ کی عافیت چاہتے ہیں۔

یہ تمام چیزیں ارتداد کی قسمیں ہیں اور اسلام کے منافی اعمال ہیں۔

۳۔ارتداد اعتقادی

اعتقادی ارتداد کی اقسام میں سے وہ ہے جس کا دل سے اعتقاد رکھے اگر چہ زبان سے نہ کہے اور نہ ہی کرے بلکہ اپنے دل سے اعتقاد رکھے، جیسے دل سے یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے، یا وہ بخیل ہے یا ظالم ہے، اگر چہ اسے زبان سے نہ کہے اور نہ ہی کرے۔
تو ایسا شخص امت مسلمہ کے اجماع کے ساتھ صرف اس عقیدے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا،
یا دل سے یہ اعتقاد رکھے کہ بعث ونشور کوئی چیز نہیں، اور جو کچھ اس سلسلے میں وارد ہوا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں، یا یہ اعتقاد رکھے کہ جنت و جہنم کا وجود نہیں، اور نہ ہی کوئی دوسری زندگی ہے، تو ایسا اعتقاد رکھنا ہی کفر اور اسلام سے ارتداد ہے۔ اگر چہ زبان سے نہ کہے۔ نعوذ باللہ۔
اس عقیدے کے سبب سے تمام اعمال باطل ہو جاتے ہیں، اور ایسے انسان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔
اور ایسے ہی اگر یہ عقیدہ رکھے اگر چہ زبان سے نہ کہے۔ کہ محمد ﷺ سچے نبی نہیں ہیں یا آپ آخری نبی نہیں ہیں، آپ کے بعد دوسرے انبیاء آئیں گے یا یہ اعتقاد رکھے کہ مسیلمہ الکذاب سچا نبی ہے، تو اس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا۔
یا دل سے یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت نوح، موسیٰ، عیسیٰ یا دیگر انبیاء علیھم الصلاۃ و السلام جھوٹے ہیں یا ان میں سے کوئی ایک جھوٹا ہے تو یہ اسلام سے ارتداد ہے۔
یا یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو جیسے انبیاء کرام، یا ان کے علاوہ کسی اور انسان، یا سورج، ستارے وغیرہ کو پکارنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب دل سے ایسا عقیدہ رکھے گا تو اسلام سے مرتد ہو جائے گا۔
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ ﴾

(سورة الحج : ٦٢)

”یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔“

اور فرمایا:

﴿ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾(سورة البقره : ١٦٣)

''تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ (سورة الفاتحه : ٥)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّآ اِيَّاهُ ﴾(سورة الإ سراء:٢٣)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔''

اور فرمایا:

﴿ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴾(سورة غافر : ١٤)

''تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لئے دین کو خالص کر کے گو کافر برا مانیں۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾(سورة الزمر : ٦٥)

''یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے۔ کے تمام نبیوں۔ کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔''

اس مفہوم کی اور بھی بہت ساری آیتیں ہیں۔

تو جس نے بھی یہ خیال رکھا یا اعتقاد رکھا کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کی خواہ وہ فرشتہ ہو نبی ہو، یا درخت، جن وغیرہ ہو، عبادت ہو سکتی ہے تو وہ کافر ہو گا۔

اور جب اسے زبان سے بھی کہہ دے تو قول و اعتقاد دونوں سے کافر ہو جائے گا۔

اور اگر کر گذرے اور غیر اللہ کو پکارے اور ان سے فریاد رسی کرے تو قول، فعل اور اعتقاد سب کے لحاظ سے کافر ہو جائے گا۔ ہم اللہ سے عافیت چاہتے ہیں۔

اور آج جو اکثر ملکوں میں قبروں کے پجاری مردوں کو پکارتے اور ان سے فریاد رسی کرتے اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں یہ سب اسی میں داخل ہے۔

ان میں سے بعض کہتے ہیں: اے میرے آقا میری مدد فرما، میری فریاد رسی کر، میں تیرے پاس ہی ہوں، میرے مریض کو شفا دے، میرے گم ہونے والے کو واپس کر دے اور میرے دل کی اصلاح فرما دے۔

ان مردوں کو آواز دیتے ہیں، جن کا نام انہوں نے اولیاء رکھ رکھا ہے، ان سے یہ سوال کرتے ہیں، اللہ کو بھول گئے اور اس کے ساتھ غیر کو شریک کیا۔ اللہ اس سے بلند و بالا ہے۔ تو یہ قولی، فعلی اور اعتقادی کفر ہے۔

اور ان میں سے بعض دور دراز ملکوں سے لمبی مسافت سے آواز دیتے ہیں کہ یا رسول اللہ میری مدد فرما، اور اس طرح کی دوسری درخواستیں۔

اور بعض آپ کی قبر کے پاس کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میرے بیمار کو شفا دیں، یا رسول اللہ مدد فرمائیں، ہمارے دشمنوں پر ہمیں غالب کریں، ہمارے حالات سے آپ واقف ہیں، دشمنوں پر ہمیں غلبہ عطا فرمائیں، جب کہ رسول اللہ ﷺ غیب نہیں جانتے۔ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ یہ قولی و فعلی شرک ہے اور جب اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھے کہ یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں، تو یہ بیک وقت قولی، فعلی اور اعتقادی شرک ہو جائے گا۔ نسأل الله العافية ۔

یہ بہت سے ملکوں اور شہروں میں پایا جاتا ہے اور اس ملک میں بھی تھا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ کی دعوت سے پہلے ریاض و درعیہ میں تھا، ان شہروں میں لوگوں کے معبودان باطلہ تھے، اللہ کے سوا درختوں کی پرستش ہوتی تھی، لوگوں کے اولیاء نام رکھ کر اللہ کے ساتھ عبادت ہوتی تھی، اللہ کے ساتھ قبروں کی پوجا ہوتی تھی، زید بن

الخطاب رضی اللہ عنہ کی قبر جبیلہ میں جہاں وہ مسیلمہ الکذاب کے زمانے حروب ردہ میں شہید ہوئے تھے موجود تھی، اللہ کے سوا ان کی قبر کی پوجا ہوتی تھی، اللہ کے فضل وکرام سے اسے ڈھا دیا گیا اور آج وہ قصۂ پارینہ ہوگئی، یہ سب شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ کی دعوت کا نتیجہ ہے، اللہ انہیں ہماری طرف اور جملہ مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، نجد وحجاز میں بے شمار ولا تعداد بڑے بڑے شرک کے کام، باطل عقائد اور غیر اللہ کی عبادت کا رواج عام تھا، لیکن جب محمد بن عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ کا بارہویں صدی کے نصف آخر میں یعنی تقریباً دو سو سال سے کچھ زیادہ پہلے ظہور ہوا۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور رہنمائی کی، تو اکثر جاہل ونفس پرست علماء نے آپ کی مخالفت کی، اور دشمنی پر اتر آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے علماء حق سے آپ کی تائید کی، تو آپ نے دعوت الی اللہ اور توحید کی طرف رہنمائی کا فریضہ انجام دیا، اور ان کے لئے واضح طور پر یہ بیان کیا کہ جن، پتھر، اولیاء وصالحین وغیرہ کی عبادت شرک ہے اور جاہلی عمل ہے، یہ کفار قریش ابوجہل وغیرہ کے کام ہیں، جیسے وہ لوگ لات، عزیٰ ومنات کی عبادت اور قبر پرستی کرتے تھے تمہارے اعمال انہیں کے اعمال جیسے ہیں۔

آپ نے لوگوں کے لئے واضح کیا اور اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ پر جنہیں ہدایت دینی تھی ہدایت یاب کیا، پھر آپ کی دعوت نجد کے تمام علاقوں میں پھیل گئی ایمان وتوحید کا بول بالا ہوا۔

لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک اور ولیوں وقبروں کی عبادت چھوڑی جب کہ پہلے وہ لوگ بجز ان کے جن پر اللہ نے رحم فرمایا انہیں کی عبادت کرتے تھے۔ بلکہ بعض لوگ پاگل ومجنون لوگوں کی عبادت کرتے تھے اور انہیں اولیاء کہتے تھے، اور یہ ان کی بڑی جہالت ہے جس میں وہ لوگ مبتلا تھے۔

۴۔ شک سے مرتد ہونا۔

اعتقادی، عملی وقولی ارتداد کا بیان تو ہو چکا ہے رہا شک سے مرتد ہونے کا بیان، تو مثال کے طور پر جیسے کوئی کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے کہ نہیں۔ مجھے شک ہے تو یہ

کفر شکی میں مبتلا کافر ہے۔

یا یہ کہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ بعث ہے یا نہیں، یا جنت وجہنم کے حق ہونے میں شک کرے کہے میں نہیں جانتا ہوں، مجھے شک ہے۔

تو ایسا شخص توبہ کرایا جائے گا اگر کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ان دینی امور میں جو یقینی طور پر نص واجماع سے معلوم ہیں شک کی وجہ سے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے گا۔

پس جو آدمی اپنے دین میں شک کرے اور کہے کہ مجھے نہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ حق ہے یا رسول برحق ہیں، وہ سچے ہیں یا جھوٹے، یا کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ آخری نبی ہیں یا کہے کہ مسیلمہ کے جھوٹے ہونے کا مجھے علم نہیں، یا کہے کہ اسود عنسی جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جھوٹا ہے یا نہیں، تو یہ تمام شکوک اسلام سے مرتد کر دینے والے ہیں، ایسے انسان سے توبہ کرایا جائے گا اور حق بتایا جائے گا توبہ کرتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔

اور جیسے نماز کے سلسلے میں کہے مجھے شک ہے کہ واجب ہے یا نہیں، اور زکوٰۃ واجب ہے کہ نہیں، ماہ رمضان کے درواز ے واجب ہیں یا نہیں، یا طاقت کے باوجود عمر میں ایک بار حج کے وجوب وعدم وجوب میں شک کرے، تو یہ تمام شکوک کفر اکبر ہیں، کہنے والے سے توبہ کرایا جائے گا، اگر توبہ کر لے اور ایمان لے آئے، تو ٹھیک ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: ''مَنْ بَدَّلَ دِینَهُ فَاقْتُلُوهُ'' کے رو سے قتل کر دیا جائے گا۔

اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ (بخاری: ۳۰۱۷)

تو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ان تمام چیزوں کے حق ہونے نیز ان کے شرعی شروط کے ساتھ مسلمانوں پر واجب ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

دوسری قسم: وہ خرابیاں جو دائرہ ایمان سے خارج تو نہیں کرتیں لیکن ایمان میں کمی اور کمزوری پیدا کردیتی ہیں۔

پہلی قسم جس کا بیان ہو چکا ہے وہ خرابیاں ہیں جو اسلام کے منافی ہیں، اور اسے باطل کردیتی ہیں اور ایسا انسان مرتد ہو جاتا ہے، اسے توبہ کرائی جائے گی اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں قتل کردیا جائے گا۔

دوسری قسم:

وہ خرابیاں جو کفر میں داخل نہیں کرتیں لیکن ایمان میں کمزوری وکمی کی باعث بنتی ہیں۔

ایسا انسان جہنم اور اللہ کے غضب سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے، لیکن وہ کافر نہیں ہوگا۔ اس کی مثالیں جیسے زنا جب آدمی کا ایمان ہے کہ وہ حرام ہے، اسے حلال بھی نہیں سمجھا، حرام جانتا ہے، حلال نہیں جانتا بلکہ یہ جان کر زنا کرتا ہے کہ نافرمان ہوگا تو ایسا شخص کافر نہیں ہوگا، بلکہ نافرمان وگنہگار ہوگا لیکن اس کا ایمان ناقص ہوگا اور یہ گناہ اس کے عقیدے میں خرابی کا باعث ہوگا لیکن دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوگا۔

ہاں اگر وہ زنا حلال ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو کافر ہو جائے گا۔ اور ایسے ہی اگر کہے کہ چوری کرنا حلال ہے یا اس جیسے دوسرے گناہ، تو کافر ہو جائے گا، اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھا ہے۔

اور ایسے ہی غیبت کرنا، چغلی کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور سود کھانا وغیرہ عقیدے میں یہ تمام خرابیاں دین وایمان کمزور کرنے والی ہیں۔

اور ایسے ہی بدعتیں جو معصیت کے کاموں سے زیادہ سخت ہیں، دین کے اندر بدعت ایمان کی کمزوری کا سبب ہے اور جب تک اس میں شرک کا وجود نہ ہو انسان اس سے مرتد نہیں ہوتا ہے۔

اس کی مثالیں: قبروں پر تعمیر کی بدعت جیسے قبر پر مسجد یا قبہ بنائے تو یہ بدعت ہے، دین میں

خرابی پیدا کرتی ہے اور ایمان کمزور کرتی ہے اور یہ اس صورت میں ہے جب بنانے والا اللہ کے ساتھ کفر کے جواز کا اعتقاد نہ رکھتا ہو اور نہ ہی مردوں کو پکارتے، ان سے فریادرسی کرنے اور ان کے لئے نذر ونیاز کا قائل ہو بلکہ وہ اپنے اس فعل سے ان کی عزت واحترام کا خیال رکھتا ہو، تو ایسی صورت میں یہ کام کفر نہیں ہے بلکہ دین خراب کرنے والی بدعت ہے، ایمان میں کمزوری وکمی پیدا کرتی ہے اور شرک تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔

اور بدعت کی مثالوں میں سے جشن عید میلا دالنبی کی بدعت ہے۔

ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو کچھ لوگ محفل عید میلا دالنبی منعقد کرتے ہیں تو یہ کام بدعت ہے، نہ تو نبی ﷺ نے اور نہ ہی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نہ آپ کے خلفائے راشدین نے اسے کیا ہے اور نہ ہی دوسری وتیسری صدی والوں نے کیا ہے بلکہ یہ دین میں ایک نئی ایجاد کردہ بدعت ہے۔

بدوی یا عبدالقادر جیلانی وغیرہ کی محفل میلاد منعقد کرنا، میلاد کی محفلیں منعقد کرنا ان بدعتوں اور غلط کاموں میں سے ہے جو عقیدے میں خرابیاں پیدا کرتے ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”شَرُّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ“

(مسلم:٢٠٠٥،ابوداؤد:٤٦٠٧)

”سب سے برا کام نئے نئے ایجاد کردہ کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ“

(بخاری:٢٦٩٧، مسلم: ٤٤٩٢)

”جس کسی نے ہمارے اس دین میں نئی چیز پیدا کی جو دین میں سے نہیں ہے، تو وہ مردود

ہے" اس کی صحت پر بخاری، مسلم کا اتفاق ہے۔

یعنی وہ اس پر مردود ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" (مسلم ۴۴۹۳)

"جس کسی نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے پر نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا:

"تم لوگ نئے ایجاد شدہ کاموں سے بچو اس لئے کہ دین میں ہر نئی ایجاد کی گئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

تو بدعتیں دین میں ان خرابیوں میں سے ہیں جو کفر سے کمتر درجہ کی ہیں جب ان میں کفریہ کام نہ ہو۔ رہا جب محفل میلاد میں رسول اللہ ﷺ کو پکارنا، آپ سے فریاد رسی کرنا اور مدد طلب کرنا ہو تو یہ اللہ کے ساتھ شرک ہو جائے گا۔

اور ایسے ہی ان کا پکارنا: یا رسول اللہ ہماری مدد فرما، مدد مدد یا رسول اللہ، یا رسول اللہ تو ہماری فریاد رسی کر، یا ان کا یہ اعتقاد رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے ہیں، یا آپ کے علاوہ کسی کو غیب کا علم ہے جیسے بعض شیعوں کا علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ اعتقاد کہ انہیں غیب کا علم ہے، تو یہ تمام چیزیں شرک اور دین سے ارتداد ہے خواہ وہ محفل میلاد میں ہو یا میلاد میں نہ ہو۔

اور ایسے ہی بعض رافضیون کا یہ کہنا کہ ان سبھی بارہ اماموں کو غیب کا علم ہے تو یہ کفر وضلالت اور دین اسلام سے ارتداد ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

(سورۃ النمل: ٦٥)

"آپ کہہ دیجئے کہ زمین اور آسمانوں میں غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔"

لیکن جب محفل میلاد میں صرف سیرت نبوی کا پڑھنا اور آپ کے پیدائش کے وقت، آپ کیلئے لوائیوں میں واقع شدہ واقعات اور اس جیسی وہ تمام چیزیں جو ان کے محفلوں و ولیموں میں ہوتی ہیں تو یہ بدعت ہے، جو دین میں کمی پیدا کرتی ہے لیکن یہ دین کے منافی و مناقض نہیں ہے۔ اور بدعتوں ہی میں سے ہے جو بعض نادان لوگ ماہ صفر کے بارے میں اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس مہینے میں سفر نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس مہینے صفر نامی ایک کیڑہ ہوتا ہے جو پیٹ کو تکلیف دیتا ہے، تو یہ لوگ اس سے بدشگونی لیتے ہیں، یہ جہالت و گمراہی ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"لا عَدْوَی وَلا طِيَرَةَ" (بخاری: ۵۷۰۷_۵۷۵۷ مسلم: ۵۷۸۹_۵۷۹۵)

"نہ چھوت چھات ہے اور نہ ہی بدشگونی۔"

اس لئے چھوت چھات، بدشگونی کا اعتقاد رکھنا اور پچھتروں یا غول شیطان سے تعلق قائم رکھنا یہ تمام ان جاہلی کاموں میں سے ہیں جو دین میں خرابیوں کا باعث ہیں۔

تو جس نے بھی یہ سمجھا کہ چھوت چھات کا وجود ہے تو یہ باطل ہے، لیکن اللہ تعالیٰ بعض مریضوں سے گھل مل کر رہنے کو کبھی تندرست انسان کے مریض ہونے کا سبب بنا دیتا ہے۔

لیکن بذات خود یہ سرایت نہیں کرتی ہے اسی لئے جب بعض عربوں نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنا: "لا عدوی" تو کہا اے اللہ کے رسول اونٹ ریگستان میں ہرن کی طرح ہوتا ہے، لیکن جب خارش زدہ اونٹ ان کے درمیان داخل ہو جاتا ہے تو اسے بھی خارش زدہ کر دیتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "پہلے اونٹ کو کس نے چھوت چھات سے دو چار کیا" یعنی کس نے پہلے اونٹ میں خارش نازل کی۔

تو تمام معاملے اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب چاہتا ہے اس خارش کے سبب اسے خارش زدہ کر دیتا ہے اور اگر چاہے تو اسے خارش زدہ نہ کرے۔

اور آپ کا فرمان ہے:

"لا یُورِدَنَّ مُمَرِّضٌ عَلٰی مُصِحٍّ" (بخاری:۵۷۷۱،مسلم: ۵۷۹۱-۵۷۹۲)

"بیمار کو تندرست کے پاس نہ لایا جائے۔"

یعنی بیمار اونٹ کو صحت مند اونٹ کے پاس نہ لاؤ بلکہ دونوں ایک دوسرے سے الگ رہیں، اور یہ برائی سے بچنے اور اس کے اسباب سے دور رہنے کی باب سے ہے ورنہ تمام امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں کوئی چیز بذات خود معدی نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ (سورۃ التوبہ : ۵۱)

"آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں وہی چیز لاحق ہو سکتی ہے جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔"

گھل مل کر رہنا مرض ہونے کا سبب ہے اس لئے گھل مل کر رہنا مناسب نہیں ہے، تو کھجلی والا اونٹ صحت مند اونٹ سے ملا کر نہ رکھا جائے، ایسے ہی ہمیں رسول اللہ ﷺ برائی کے اسباب سے بچنے و پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب گھل مل کر رہے گا تو وہ بیماری اس کے اندر سرایت کر جائے گی ہر گز نہیں، کبھی سرایت کر جاتی ہے اور کبھی نہیں کرتی۔ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

"فمن أعدی الأول" (بخاری: ۵۷۱۷،۵۷۷۵)

یعنی پہلے کو بیماری کہاں سے آئی

اور اس بیان میں آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

"فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَکَ مِنَ الْأَسَدِ" (مسند احمد : ۹۷۲۲،۹۷۲۰)

"شیر سے بھاگنے کی طرح کوڑھی سے بچو۔"

مطلب یہ ہے کہ اہل جاہلیت کا چھوت چھات سے بدشگونی لینا اور پرندہ اڑا کر یا ہامہ سے بدشگونی لینا۔ ہامہ: یہ میت کی روح ہے اس کی قبر کے پاس پرندے کے مانند ہوتی ہے جس سے لوگ شگونی لیتے ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے میت کی روح جنت یا جہنم

میں ہوتی ہے۔

دیکھی یا سنی جانے والی چیزوں سے بدشگونی اور بد فالی لینا جاہلی کاموں میں سے ہے اس لئے کہ وہ جب کسی نامناسب چیز کو دیکھتے جیسے کوا، یا کالا گدھا، یا کٹے ہوئے دم والا وغیرہ تو بدشگونی لیتے تھے، یہ ان کی جہالت و گمراہی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ إِنَّمَا طَئِرُهُمْ عِندَ اللهِ ﴾(سورة الأعراف: ١٣١)

''درحقیقت ان کی نحوست اللہ کے پاس ہے۔''

تو اللہ ہی کے ہاتھ میں نفع ونقصان ہے، اسی کے ہاتھ میں عطا کرنا اور روک لینا ہے۔ نحوست کی کوئی حقیقت واصلیت نہیں ہے، وہ ایسی چیز ہے جس کا ان کے سینوں میں وجود ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ وہ باطل چیز ہے۔

اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''لا طيرة'' (بخاری: ۵۷۰۷-۵۷۵۷، مسلم: ۵۷۸۹-۵۷۹۵)

''بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے۔''

اس لئے جب کوئی منحوس چیز دیکھے تو اپنی ضرورت سے واپس نہ لوٹے، اگر سفر کے لئے نکلے اور بدشکل گدھا یا آدمی وغیرہ سامنے آجائے تو واپس نہ ہو بلکہ اللہ پر بھروسہ کر کے اپنی ضرورت کے لئے نکل جائے۔

اگر واپس ہو جاتا ہے تو یہی بدشگونی ہے اور بدشگونی عقیدے میں خرابی کا باعث ہے، لیکن شرک اکبر سے کم ہے بلکہ یہ شرک اصغر ہے، ایسے ہی تمام بدعتیں ہیں، ساری کی ساری عقیدے میں خرابیاں پیدا کرنے والی ہیں، لیکن کفر سے کم ہیں اگر کفریہ کام نہ ہوں۔

تو یہ بدعتیں جیسے میلاد کی بدعت، قبروں پر عمارتوں کی تعمیر، ان پر مسجدیں بنانا اور صلاۃ الرغائب یہ تمام کی تمام بدعت ہیں۔

اور شب اسراء ومعراج۔ جسے یہ لوگ رجب کی ستائیسویں تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ محفل

منعقد کرنا ایسی بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اور کچھ لوگ شعبان کی پندرہویں تاریخ کی رات محفل منعقد کرتے ہیں اور اس میں قربت الٰہی کے غرض سے بہت سارے کام کرتے ہیں بسا اوقات پوری رات جاگتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں اور خیال یہ کرتے ہیں کہ یہ ثواب کا کام ہے، حالانکہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور اس کے متعلق وارد حدیثیں صحیح نہیں ہیں، بلکہ وہ بدعت ہے۔

اس سلسلے میں جامع قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ عبادت جسے لوگوں نے رائج کر لیا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو کرنے کا حکم دیا ہو اور نہ خود کیا ہو اور نہ ثابت رکھا ہو، تو بدعت ہے۔

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"

(بخاری: ۲۶۹۷، مسلم: ۴۴۹۲)

"جس نے ہمارے دین میں نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

اور فرمایا:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" (مسلم: ۴۴۹۳)

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے کے مطابق نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

اور آپ جمعہ کے خطبہ میں فرماتے تھے:

"وَشَرُّ الأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ"

(مسلم: ۲۰۰۵، ابوداؤد: ۴۶۰۷)

"سب سے برے کام دین میں نئی نئی ایجاد ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

لوگوں کو بدعت سے خوف دلاتے تھے، انہیں سنت کے التزام کی دعوت دیتے تھے۔

تو مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اسلام اپنے اوپر لازم کر لیں اور اس پر جمے رہیں، یہی ان کے لئے کافی اور درجہ کمال ہے۔

انہیں بدعت کی کوئی حاجت نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ (سورۃ المائدہ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔''

تو اللہ تعالیٰ نے دین پورا اور مکمل کر دیا جس پر اس کی تعریف اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے، اس لئے لوگوں کو اب بدعت لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ بَعْدِي تَمَسَّکُوْا بِهَا وَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ'' (ترمذی:٢٦٧٦۔ابن ماجه:٤٢، سنن ابو داؤد: ٤٦٠٧)

''تم لوگ اپنے اوپر میری سنت اور میرے بعد ہونے والے خلفائے راشدین کی سنت لازم کر لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔''

اس لئے لوگوں کو اب زید و عمر کی بدعت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اللہ کی شریعت کو پکڑے رہنا، اس کے راستے پر چلنا، اس کے حدود پر رک جانا اور لوگوں کی ایجاد کردہ بدعتوں کو چھوڑ دینا واجب وضروری ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بدعت اور بدعتیوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَمۡ لَہُمۡ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَہُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا لَمۡ یَاۡذَنۡۢ بِہِ اللّٰہُ﴾

(سورۃ الشوریٰ:٢١)

''یا ان کے ایسے شریک کار ہیں جنھوں نے ان کے لئے ایسی دینی شریعتیں بنا دیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے۔''

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اچھے کاموں کی توفیق بخشے اور مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور انہیں دین میں سمجھ عطا فرمائے اور کجی، انحراف اور گمراہی کے راستے سے محفوظ رکھے اللہ تعالیٰ ہمارے نبی ﷺ اور آپ کی آل واصحاب پر درود وسلام نازل فرمائے۔

(لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کی شہادت

(متعدد علماء کرام (سعودی عرب))

ایک اثر میں مروی ہے کہ جنت کی کنجی ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے لیکن سوال ہے کہ کیا جس شخص نے بھی زبان سے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہہ دیا وہ اس کا حق دار ہو گیا ہے کہ اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے؟ وہب بن منبہ رحمتہ اللہ سے دریافت کیا گیا: کیا ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' جنت کی کنجی نہیں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، کیوں نہیں! لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں اگر تم ایسی کنجی لاؤ جس کے دندانے ہوں تو وہ تمھارے لیے کھولے گی ورنہ نہیں۔ (بخاری)

نبی ﷺ سے بہت سی ایسی احادیث وارد ہیں جو اس کنجی ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے دندانوں کی وضاحت کرتی ہیں، مثلاً: آپ ﷺ کا یہ ارشاد: ((من قال : لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مخلصاً ....)) ''جس نے اخلاص کے ساتھ پڑھا۔'' (طبرانی)

اور یہ فرمانا: ((مستیقناً بها قلبه ....)) ''دل میں اس کا یقین رکھتے ہوئے۔'' (مسلم)

اور یہ ارشاد مبارک: ''جو اپنے دل کی صداقت کے ساتھ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھے۔''

چنانچہ ان احادیث کے اندر دخول جنت کو ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے معنی کا علم ہونے، تاحیات اس کلمہ پر ثابت رہنے اور اس کلمہ کے مدلول کی پابندی کرنے پر معلق کیا گیا ہے، اس بارے میں وارد دلائل کے مجموعے سے علماء نے اس کلمے کی کچھ شرائط مستنبط کی ہیں جن کا پایا جانا اور ان کے موانع کا ختم ہونا ضروری ہے تاکہ یہ کلمہ ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' جنت کی کنجی ہو اور اپنے قائل کے لیے مفید ثابت ہو۔ یہی شرائط اس کنجی کے دندانے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1) علم: (کلمہ کے معنی کا علم ہونا) کیونکہ ہر کلمے کا کوئی نہ کوئی معنی ہوتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ آپ کلمۂ توحید ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کے معنی کا ایسا علم رکھیں جو جہالت کے منافی ہو، چنانچہ یہ کلمہ غیر اللہ سے الوہیت کی نفی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے الوہیت ثابت کرتا

ہے، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں (اس شرط کی ایک دلیل) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ "ہاں جو حق بات (کلمۂ توحید: لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کا اقرار کریں اور انھیں اس کا علم بھی ہو۔" (الزخرف:۸۶)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) "جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ "لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا علم رکھتا تھا وہ جنت میں جائے گا۔" (مسلم)

اور اس شرط کی تکمیل درج ذیل دوسری شرط سے ہوتی ہے:

2) **یقین:** یعنی آپ کلمۂ توحید کے مدلول کا قطعی یقین رکھیں کیونکہ یہ کلمہ شک وشبہ، وہم و گمان اور تردّد و ریب قبول نہیں کرتا بلکہ ضروری ہے کہ یہ قطعی اور پختہ یقین پر مبنی ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾

"مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں، پھر شک وشبہ نہ کریں، اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں، یہی سچے اور راست گو ہیں۔" (الحجرات:۱۵)

لہذا اس کلمے کا صرف زبان سے کہہ لینا کافی نہیں بلکہ یقین قلب کا پایا جانا ضروری ہے اور اگر یقین قلب حاصل نہ ہو تو یہ نفاق ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ لا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا إِلا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) "میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو بندہ بھی ان دونوں باتوں کے ساتھ شک وشبہ نہ رکھتے ہوئے اللہ سے ملے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" (مسلم)

3) **قبولیت:** جب آپ کو اس کا علم اور یقین حاصل ہو جائے تو اس علم یقینی کا اثر ہونا چاہیے کہ اس کلمے کا جو تقاضا ہے دل اور زبان سے اسے قبول کر لیا جائے کیونکہ جو شخص دعوت توحید

کو ٹھکرا دے اور اسے قبول نہ کرے وہ کافر ہے، خواہ یہ ٹھکرانا تکبر کی وجہ سے ہو یا عناد اور حسد کی وجہ سے ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے بارے میں جنھوں نے بطور تکبر اس دعوت کو ٹھکرا دیا تھا فرمایا: ﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ تکبر کرتے تھے۔''

(الصافات: ٣٥)

4) **تابعداری:** یعنی توحید کی مکمل تابعداری اور یہی ایمان کا عملی مظہر اور حقیقی معیار ہے۔ یہ تابعداری اللہ تعالیٰ کے مشروع کردہ احکام پر عمل کرنے اور اس کے منع کردہ کاموں سے اجتناب کرنے سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴾ ''اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی وہ نیکوکار تو اس نے یقیناً مضبوط کڑا تھام لیا، اور تمام کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہے۔'' (لقمان: ٢٢)

اور یہی مکمل تابعداری ہے۔

5) **صداقت:** یعنی کلمۂ توحید کے پڑھنے میں اتنا سچا ہو کہ اس کی سچائی کذب و نفاق کے منافی ہو، اور اگر کوئی صرف زبان سے ادا کرتا ہے اور اس کا دل اس کی تکذیب کرنے والا ہو تو یہ منافق ہے، اس کی دلیل منافقین کی مذمت میں وارد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ﴾ ''یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔'' (الفتح: ١١)

6) **محبت:** یعنی مومن کو اس کلمے سے محبت ہو، اس کے تقاضوں پر عمل کرنے سے محبت ہو اور اس پر عمل کرنے والوں سے محبت ہو۔ بندے کی اپنے رب سے محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کی محبوب چیزوں کو ترجیح دے اگرچہ یہ اس کی خواہش کے خلاف ہوں، نیز اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت کرے اور ان سے عداوت رکھنے والوں سے عداوت رکھے اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرے، آپ کے نقش قدم پر چلے اور آپ کی

سنت وسیرت کو اپنائے۔

7) اخلاص: یعنی کلمۂ توحید کی شہادت سے اس کا ارادہ رضائے الٰہی ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ ﴾ ''حالانکہ انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ بندگی کو اللہ کے لیے خالص کر کے، یکسو ہو کر، اس کی عبادت کریں'' (البينه: ٥)

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) ''اللہ نے اس شخص کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے جس نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے کلمۂ'' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' پڑھا ہو'' (بخاری)

ان تمام شرائط کے یکجا پائے جانے کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ بندہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک اسی کلمے پر قائم اور ثابت قدم رہے۔

محمد ﷺ کے اللہ کا رسول ہونے کی گواہی

(متعدد علمائے کرام۔سعودی عرب)

قبر میں میت کی آزمائش ہوتی ہے اور اس سے تین سوالات کیے جاتے ہیں۔ جو ان کا جواب دیدے، وہ نجات پا گیا اور جو جواب نہ دے سکے وہ ہلاک و برباد ہوا۔ ان سوالوں میں سے ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ تیرا نبی کون ہے، جسے اللہ تعالیٰ اس کلمے کی شرائط کو دنیا میں پورا کرنے کی توفیق بخشے، ثابت قدم رکھے اور اسے قبر میں اس کا القا کر دے وہی ان سوالوں کا جواب دے پائے گا، پھر آخرت میں جب کسی کو اولاد اور مال نفع نہ دیں گے تب یہ کلمہ اس کے لیے نفع بخش ثابت ہوگا جس کی درج ذیل شرائط ہیں:

1) نبی ﷺ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے ان میں آپ کی اطاعت کرنا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، فرمایا: ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی'' (النساء: ٨٠)

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾

"آپ کہہ دیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔" (آل عمران: ۳۱)

اور مطلق دخول جنت آپ ﷺ کی مطلق اطاعت پر موقوف ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلا مَنْ أَبَى قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ : وَمَنْ أَبَى قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى)) "میری امت کا ہر فرد جنت میں جائے گا سوائے اس کے جو انکار کردے، لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول (جنت میں جانے سے) کون انکار کرے گا، آپ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی، یقیناً اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کردیا۔" (بخاری)

جو شخص نبی ﷺ سے محبت کرنے والا ہوگا وہ ضرور آپ کی اطاعت کرے گا کیونکہ اطاعت، محبت کا ثمرہ ہے، اور جو شخص نبی ﷺ کی محبت کا دعوی کرے لیکن آپ کی اقتدا اور اطاعت نہ کرے وہ اپنے داعوائے محبت میں جھوٹا ہے۔

2) نبی ﷺ نے جن باتوں کی خبر دی ہے ان میں آپ کی تصدیق کرنا: لہذا جس نے نبی ﷺ سے ثابت شدہ کسی بات کی محض اپنی خواہش یا ہوائے نفسانی کی وجہ سے تکذیب کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی کیونکہ نبی ﷺ خطا اور جھوٹ سے پاک اور مبرا ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴾ (النجم: ۳) "وہ (نبی) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے۔"

3) نبی ﷺ نے جن کاموں سے روکا اور منع کیا ہے ان سے باز رہنا: سب سے پہلے سب سے بڑے گناہ شرک سے بچیں، پھر دوسرے بڑے بڑے اور مہلک گناہوں سے دور رہیں یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے گناہ اور مکروہ کاموں سے اجتناب کریں۔ ایک مسلمان کی اپنے نبی ﷺ سے جس قدر محبت ہوگی اسی کے بقدر اس کا ایمان زیادہ ہوگا اور جب اس کا ایمان زیادہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ نیک اعمال کو اس کے نزدیک محبوب بنادے گا اور کفر و فسق اور گناہ کے کاموں کو اس کے نزدیک ناپسندیدہ بنادے گا۔

4) اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی طریقے پر کرنا جو اس نے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر مشروع فرمایا ہے: کیونکہ عبادات میں اصل منع ہے، لہذا یہ جائز نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت نبی ﷺ کے لائے ہوئے طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے پر کی جائے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) ''جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ عمل مردود ہے۔'' (مسلم)

فائدہ: معلوم ہونا چاہیے کہ نبی ﷺ کی محبت واجب ہے، اور محض محبت ہی کافی نہیں ہے، بلکہ ضروری ہے کہ آپ ﷺ تمہارے نزدیک ہر چیز یہاں تک کہ تمہارے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہوں، کیونکہ جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اسے اور اس کی موافقت کو ہر چیز پر ترجیح وفوقیت دیتا ہے، لہذا آپ ﷺ کی محبت میں سچا شخص وہ ہے جس پر اس کی علامت ظاہر ہو بایں طور کہ وہ آپ کی اقتدا کرے، قول وفعل میں آپ کی سنت کا اتباع کرے، آپ کے اوامر کو بجالائے اور آپ کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرے، اپنی تنگی وآسانی، چستی و سستی، پسندیدگی و ناپسندیدگی میں آپ کے آداب سے آراستہ ہو، کیونکہ فرمانبرداری اور اتباع ہی محبت کا ثمرہ ونتیجہ ہے اور ان کے بغیر محبت سچی نہیں ہوسکتی۔

نبی ﷺ کی محبت کی بہت ساری علامتیں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: * کثرت سے آپ ﷺ کا ذکر کرنا اور آپ پر درود بھیجنا، جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو کثرت سے اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ * آپ ﷺ سے ملاقات کا مشتاق ہونا، چنانچہ ہر حبیب اپنے محبوب کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے۔ * آپ ﷺ کا ذکر آنے پر آپ کی تعظیم وتوقیر کرنا۔ اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے صحابہ آپ کی وفات کے بعد آپ کا تذکرہ کرتے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی، ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور وہ رونے لگتے۔ * آپ ﷺ سے بغض رکھنے والے سے بغض رکھنا، آپ سے دشمنی رکھنے والے سے دشمنی رکھنا، اور آپ کی سنت کی مخالفت کرنے والے اور آپ کے دین میں بدعت نکالنے والے بدعتیوں اور منافقوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا۔ * نبی ﷺ سے محبت رکھنے والوں، جیسے

آپ کے آل بیت، آپ کی ازواج مطہرات، اور انصار و مہاجرین میں سے آپ کے اصحاب؛ سے محبت رکھنا، اوران سے دشمنی رکھنے والوں سے دشمنی رکھنا اوران سے بغض رکھنے والوں اوران کو سب وشتم کا نشانہ بنانے والوں سے بغض رکھنا۔ * آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کی اقتدا کرنا کیونکہ آپ کے اخلاق لوگوں میں سب سے زیادہ کریمانہ تھے، یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: * آپ ﷺ کا اخلاق قرآن کریم تھا۔ یعنی آپ نے اپنے آپ کو اس بات کا پابند بنا رکھا تھا کہ آپ صرف وہی چیز کریں گے جس کا قرآن نے آپ کو حکم دیا ہے۔

نبی ﷺ کے اوصاف: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے، اور آپ سب سے زیادہ بہادر سخت لڑائی کے وقت ہوتے تھے، آپ لوگوں میں سب سے زیادہ کرم نواز اور سب سے زیادہ سخی وفیاض تھے، اور آپ سب سے زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے۔ آپ مخلوق میں مخلوق کے سب سے زیادہ خیرخواہ تھے، آپ لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار تھے، چنانچہ آپ نے کبھی اپنے نفس کے لیے انتقام نہیں لیا، آپ اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت تھے، اور وقار کے معاملے میں سب سے زیادہ تواضع وخاکساری اختیار کرنے والے تھے، آپ پردہ نشین دوشیزہ سے بھی زیادہ سخت حیادار تھے، آپ اپنے اہل کے لیے سب سے زیادہ بہتر تھے، اور مخلوق میں مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔۔۔ اس کے علاوہ آپ کے اور بہت سارے اوصاف ہیں۔

☆☆☆☆☆

(یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِی عَلٰی دِیْنِکَ۔)

”اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر مضبوط کردے۔“

خلیل احمد ملک

کتاب خود پڑھ کر دوسروں تک پہنچائیں۔ یہ آپ کی طرف سے صدقہ جاریہ ہوگا۔ 0333-4222678